سوال

(477) مقتدی سورئہ فاتحہ کس وقت پڑھے؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

مسعود احمد بی ایس سی، امیر جماعت المسلمین (رجسٹرڈ) نے درج ذیل حدیث سے ثابت کیا ہے کہ سورئہ فاتحہ اس وقت پڑھی جائے جب امام خاموش ہو۔ ''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں :

'کانوایقراون خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم إذا انصت فإذا قرالم یقرء واوإذا انصت قرءوا' بیہقی : جزء القراۃ صلوٰۃ المسلمین

اس کی سند کیسی ہے؟ اگر سند صحیح ہے تو سورئہ فاتحہ کس وقت پڑھی جائے گی؟ امام کے سکتوں میں یا مروّجہ طریقہ ہی صحیح ہے؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اثر ہذا سند کے اعتبار سے اگرچہ قابل قبول ہے لیکن یہ اس بارے میں نص نہیں کہ دیگر مواقع پر فاتحہ کی قرات نہیں ہو سکتی، اس کتاب کے صفحہ پر ہے : ابوہریرہ کے شاگرد نے کہا : فکیف اصنع إذا جهر الإمام ''جب امام جہری قرات کرے تو مجھے کیا کرنا چاہیئے؟'' جواب میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا : اقرا بها فی نفسک ''اپنے جی میں پڑھ لے۔'' پھر بیہقی نے اپنی سند کے ساتھ مکحول سے نقل کیا ہے :

'اقْرَأْ بِهَا یعنی بالفاتحة فِیمَا جَهَرَ بِهَا الْإِمَامُ إِذَا قَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْکِتَابِ وَسَکَتَ سِرًّا، وَإِنْ لَمْ یَسْکُتْ قَرَأْتَهَا قَبْلَهُ وَمَعَهُ وَبَعْدَهُ، لَا تَتْرُکْهَا عَلَی حَالٍ' السنن الکبریٰ للبیهقی، بَابُ مَنْ قَالَ یَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ فِیمَا یَجْهَرُ فِیهِ... الخ، رقم : ٢٩٥٢

''جب امام جہری قرات کرے تو اس کی خاموشی میں مقتدی سری قرات کرے۔ اور اگر وہ خاموش نہ ہو تو اس سے پہلے اس کے ساتھ اور اس کے بعد قرات کو کسی حال میں مت چھوڑ۔''

پھر حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کی مشہور روایت میں ہے کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھائی تو قرات کرنا مشکل ہوگیا۔ سلام پھیرنے کے بعد آپ نے دریافت کیا : مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ تم اپنے امام کی اقتدا میں قرات کرتے ہو، ہم نے عرض کی : ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ نے فرمایا سوائے فاتحہ کے کچھ نہ پڑھو، جو فاتحہ نہیں پڑھتا اس کی نماز نہیں۔'' سنن ابی داؤد، بَابُ مَنْ تَرَکَ الْقِرَاءَةَ فِی صَلَاتِهِ بِفَاتِحَةِ الْکِتَابِ، رقم : ٨٢٣

اس حدیث میں امام کی قرات کے وقت مقتدی کی قراتِ فاتحہ کا جواز ہے، اگر سکتات میں قرات کا تعین ہوتا تو آپ اس کی راہنمائی فرماتے۔ اس امر کی صراحت نہ کرنا جواز کی دلیل ہے۔ اصولِ فقہ کا مشہور قاعدہ ہے: تاخیر البیان عن وقت الحاجۃ لا یجوز ''ضرورت کے وقت وضاحت کو موخر کرنا جائز نہیں۔''

سنن ابوداؤد کی روایت میں اَلفاظ یوں ہیں:

'فلا تقرء وا بشیء من القرآن إذا جهرت إلا بأم القرآن' سنن ابی داود، بَابُ مَنْ تَرَکَ الْقِرَاءَةَ فِی صَلَاتِهِ بِفَاتِحَةِ الْکِتَابِ، رقم: ۸۲۴

''جب میں قراتِ جہری کروں تو سوائے اُمّ القرآن کے قرآن سے تم کچھ نہ پڑھو۔''

یہ الفاظ اس بارے میں نص ہیں کہ امام کی جہری قرات کے وقت مقتدی کےلئے فاتحہ پڑھنے کا جواز ہے۔ امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''شوافع کا فاتحہ کی قرات کے بارے میں اختلاف ہے کہ آیا قرات فاتحہ امام کے سکتوں کے دوران ہوگی یا اس کی قرات کے موقع پر؟ احادیث کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ فاتحہ امام کی قرات کے وقت پڑھی جائے اورامام کے سکوت کے موقعہ پر اگر ممکن ہو تو پڑھنا اَحوط (زیادہ احتیاط) ہے کیونکہ ایسا کرنا پہلے قول والوں کے نزدیک بھی جائز ہے۔ اس پر عمل کرنا اجماع پر عمل کرنے کے مترادف ہوگا لیکن یہ معمول بنا لینا کہ امام کے فاتحہ یا سورت کی تلاوت کے وقت ہی فاتحہ پڑھنے کی سعی کی جائے، ایسا کرنا کوئی مستند نہیں بلکہ سب طرح جائز اور سنت ہے۔ البتہ مقتدی کےلئے امام کی قراتِ فاتحہ کے وقت فاتحہ پڑھنا زیادہ مناسب ہے۔'' ملخصاً فی نیل الاوطار: ۲/ ۲۳۴

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ حافظ ثناء اللہ مدنی

کتاب الصلوٰۃ: صفحہ: 405

محدث فتویٰ